۴۸۳ نمبر ۵ مبر ا

REGISTERD No. A 765



H. B. Kaka Artist — Ocean Lucknow

قیمت فی پرچہ ۲ نستاز المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و ایڈیٹر چھپکر شائع ہوا

باوجود اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کا بادی حفاظت اور دماغ کی کیلئے اکسیر ہے

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔
(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بطور تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔
(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔
(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اصلی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین ہوں اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔
(۵) طالبان ملت اگر بہی جیب پر قیمت کا بار نہیں اٹھا سکتے تو کچھ لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلاقیمت جاری کروالیں۔ دام ودرم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا نادار یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔
(۶) ہم تو ہرگز نہیں سمجھتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غائب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو تقاضے پر نیا زمند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔
(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو بار دونگ طلبی اور زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کردیا جاتا ہے لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔
(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔
(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہ ہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔
(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۳۰

مضامین غیر

۱۰ اگست ۱۹۲۸ء

قطعہ

اک لعبتِ کلیسا تیر نگاہ جس کا
ہلکی سی کاوشوں میں برادے سنگ خارا
رشکِ مسیح بن کر وہ قاتلِ زمانہ
آیا پے مداوا بیٹنے کو دل ہمارا
اس دل میں کیا سکت تھی آخر بقا وہ
بس جل بجھا وہیں پہ جیسے کہ کاہ شعلہ
گھنٹہ کی زہر خند کل یافت رنگ خوبی
بر او نثار کردم نقدِ دلم خدا را
بس از کرم نگاہے از تو اُمید دارم
شاہا عجب نباشد بخشی اگر گدا را
کہنے لگا یہ سن کر تم ہو جو مسلماں
دنیا میں جس کا منجر مشہور ہے دو دھارا
یہاں تم سے دل لگاؤں بالکل ہے غیر ممکن
جب تک کہ تم نہ کر لو اسلام سے کنارا
ملنے کی ایک صورت آسان سی یہی ہے
دل سے قبول کر لو آئین و دیں ہمارا
سمجھو یہ فلسفہ ہے وجہ بقائے عالم
تینوں ہوں مل کے واحد واحد ہو پھر ثلاثہ
ور حل ایں مسئلہ تا منہمک نہ باشی
خواہی نہ یافت ہرگز آں دلربا ہمارا
تھی چونکہ ایسی منطق میری سمجھ سے باہر
میں تھینکس کہہ کے پلٹا وہ اپنے گھر سدھارا
آگے بڑھا تو دیکھا مجمع ہے ایک جانب
اور شیخ و برہمن ہیں سب اس میں جلوہ آرا
یوں وعظ کر رہے تھے وہ وجد کا سناتے
جنت جو ان کو دے دی میکدہ انکا سارا
شرابوں خانہ سروں کا احکام حج بجا لا
کہتے تھے ماوری جی تیرتھ ہے دھرم دھارا
اور اک بزرگ ملت کچھ یوں سے رہے تھے
دنیا کی اینٹ مذہب اور دین کا ہو گارا
قصر کہن گرا کر اپنا نیا بنا دو
گرجا بنے ہو دنیا کلمہ پڑھے ہمارا
صوفی پاک باطن سازِ بلب تھے گویا
بس ترک ما سواکن در جام بیں خدا را
قانون ملک و ملت کافی ہے جان لینا
کہتے تھے نیچری یہ فطرۃ کا ہے اشارا
مجمع میں اپنی اپنی ہر ایک کہہ رہا تھا
اک نکتہ دانِ حکمت اس طرح سے پکارا
آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف ست
با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

راقم

حافظ گمنام

بد نصیب بنام مرزا چغتائی بی اے

مرزا! شاید تمہیں معلوم نہیں کہ مسلمانوں کا اوڑھنا بچھونا سونا جاگنا کھانا پینا سب کچھ مذہب ہے پھر جو تم نے یہ کہا کہ مذہب کی آڑ نہ ڈھونڈھیں۔ تو کیا سمجھ کے کہا۔ اے ہے کہیں مسلمان مذہب سے جدا ہو سکتا ہے۔ بڑی بات ادکھو پھر ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالنا۔ وہ روئیں اپنی قسمت کو جن کے پاس کوئی مکمل قانون نہیں۔ ہمارے پاس مکمل قانون ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جو بات کریں سوچ سمجھ کے اس قانون میں ڈھونڈھ کے کریں۔ میں یہ سن کے خوش ہوئی کہ تم نگوڑی چھوکریوں کے بال کٹوانے پر رضامند نہیں ہو۔ جیسا میرے جوڑے پہ احسان! تم خدا کرے جیو جوانی کا سکھ دیکھو۔ اے ہے ہے سن کے میری جان سن سے ہو گئی تھی کہ اب یہ نگوڑیاں نائیوں کی دکان پر بیٹھ کے سر منڈوایا کریں گی۔ عرب کی عورتیں بھی کاکل کا لام قینچی سے اپنے گھر میں بنا لیتی تھیں جس طرح مردوں سے خط نہیں کترتے ہیں۔ حدیث ڈھونڈھنے کی دوسری اب نہ تم کرو نہ مجھے ضرورت ہے وہ تمہارا نا بیچ نے خود ہی ڈھونڈھ نکالی یہی دوسری حدیث کہ رسول اللہ نے اپنے بال کس وضع سے ترشوائے تو اسکا جواب بھی مولانا بیچ نے دے دیا۔ ہائے ان دلیلوں پر آگے میں کیا زبان کھولوں۔ ان تم جو یہ کہتے ہو کہ موجودہ پردہ کی رسم کی تعمیل سے اور مذہب سے کوئی تعلق نہیں تو یہ ذرا مشکل ہے میں نے مولویوں سے سنا ہے کہ ایک تو ہے جزو مذہب۔ دوسرا ہے لازم مذہب تم جو ایسی سے انکار کرتے ہو یعنی پردہ نہ جزو مذہب ہے نہ لازم مذہب تمہارا جو مضمون ہو رہی کے ہمدم میں شائع ہوا تھا اس سے ہر ایک پڑھنے لکھنے کو یہی خیال ہوتا ہے۔ ذرا ایک دفعہ پھر اپنا مضمون دیکھو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جس طرح کوئی شخص شراب پینے سے کافر نہیں ہوتا۔ زنا سے کافر نہیں ہوتا۔ چوری کرنے سے کافر نہیں ہوتا

عدالت ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر گونڈہ

رجسٹر متفرقات مقدمہ ۳۸ سنہ ۱۹۲۹ء

مسماۃ شیریں جان بنام ذات وال(؟) بالغہ مسماۃ کشوری بی عرف بچی صاحبہ

درخواست بموجب دفعہ ۱۰ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۹۰ء

۱۔ ٹھاکر برگوپ سنگھ ولد جگت پال سنگھ
بنام ۲۔ بگیہ شاد پرشاد سنگھ ولد ایضاً
ساکنان جھیلا پرگنہ بلرام پور ضلع گونڈہ
۳۔ مسماۃ اُمراؤ جی ٹھکرائن بیوہ کنول سنگھ ساکن کرتا پرگنہ نواب گنج ضلع گونڈہ۔ ۴۔ مسماۃ سرستی کنور بیوہ ٹھاکر [illegible] ساکن ریاست شاہ پور پرگنہ گونڈہ ضلع گونڈہ۔

چونکہ مدعیہ مذکورہ بالا نے درخواست عدالت ہذا میں بتاریخ ۱۰ اگست سنہ [illegible] گذرانی ہے کہ وہ بحیثیت ولیہ نابالغہ واقع مسماۃ کشوری بی عرف بچی صاحبہ کی حسب دفعہ ۱۰ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۹۰ء مقرر کی جائے لہذا تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ تم مورخہ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۲۸ء بغرض سماعت درخواست مذکور بیان کے مقرر کی ہے۔ اگر تم لوگوں میں سے کوئی شخص اس معاملہ میں کوئی امر عدالت میں پیش کرنا چاہتا ہو تو اسکو چاہیئے کہ تاریخ مذکور پر بذات خود یا بذریعہ اپنے وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف ہو حاضر عدالت ہو کر پیش کرے۔

بدستخط و مہر عدالت
۲۲ اگست سنہ ۱۹۲۸ء
گونڈہ

مہر عدالت

اسی طرح عورت بے پردہ پھرے تو کافر نہیں ہوتی۔ تم ہرگز نہیں یہ تسلیم کرتی ہوں کہ پردہ مذہب کا جزو نہیں۔ مگر قرآن اور حدیث کے تاکیدی حکم دیکھنے کے بعد میرا تو یہی اعتقاد ہے کہ یہ مرد و عورت کے واسطے یکساں لازم ہے۔ اور اس حکم سے طرح طرح کے فتنہ اور فساد کا دروازہ اللہ میاں بند کرنا چاہتے ہیں۔ جو کوئی اس حکم کو توڑنے کی فکر میں ہے وہ فتنہ اور فساد کا دروازہ کھولنا چاہتا ہے۔

خدا نے عورت کو شرم دی ہے پردہ اور نقاب شرم کے دکھاوے میں سے ہیں۔ عورت کی شرم اُسوقت اُسکا ساتھ چھوڑتی ہے جب خوشامد کرنے والا پیچھے ہو کے پیچھے چمٹ جائے خوشامدی مردوے کی حرص اُسوقت تک قدم آگے نہیں بڑھاتی جب تک وہ سودے کی خوبی سے واقف نہیں ہوتا۔ مرزا تم نے بدذاتوں کی ابتدا بگڑتے نہیں دیکھی ہے ابھی ناتجربہ کار ہو۔ تمہارا دل فرنگنوں کی ظاہری خوبیاں اُنکی صفائی اُنکی کہانی دیکھ کر ملوث ہو گیا ہے۔ وہ چاہتا ہے تم اُسکی ضدیں اٹھاتے ہو۔

اگلے زمانے میں کوئی ہو چکا نظر تھا اُسکے پاس پرچے خاک کی چٹکی تھی جسکی یہ تاثیر تھی کہ شوہروں کے روبرو یہ چٹکی چھڑکی جاتی تو وہ لاحول ولا کہہ کے اٹھ بیٹھتا۔ چیلے نے گرد کے ہاتھ جوڑ کے بہت

کر کے وہ چٹکی بیٹی قیامت کی پڑیا مانگ لی اور خوش خوش گھر چلا۔ راہ میں دل نے تقاضا کیا کہ ذرا سی پڑیا کی آزمائش تو کرو۔ اتفاق سے وہیں کہیں ایک مردہ شیر کی ہڈیاں پڑی تھیں چیلے نے ایک چٹکی اُن ہڈیوں پر چھڑک دی خبردار وہ کہہ کے اٹھ بیٹھا۔ چیلے صاحب کی حوتی خراب ہو گئی کچھ بھی سمجھ نہ سکے۔ فرنگستان سے تمہیں بھی یہ خاک کی چٹکی بی ملکہ فرنگ کے



"پاؤں بھاری"

بائیں تن و توش جست کا ارادہ

دشمن ہی ہے۔ عقلمند کا دل اُسکے قابو میں ہوتا ہے۔ یہ قوت خود دل کے بس میں ہوتا ہے۔ مگر دل کی ضد تم نے کس طرح فرنگ کی پڑیا کی دی ہوئی قیامت کی پڑیا مردہ دل ہندوستان پر چھڑکی تو اسکا نتیجہ بھی وہی ہوگا جو چیلے کا ہوا تھا۔ مجھے اس سے انکار ہے کہ پردہ کی رسم میں کوئی سختی بھی ہے۔ مرزا پردے میں کوئی سختی نہیں ہے سختی جو کچھ ہے وہ مردوں اور عورتوں کے آزاد اور بے قید میل جول میں ہے۔

تم اقرار کرو کہ تم عورتوں اور غیر مردوں کا میل جول نہیں چاہتا اور صحبت کو عزت دار جانے کے خلاف سمجھ رہو ہے یہ فطری حق چھیننا نہیں چاہتا کہ وہ اپنی بی بیوں کو اپنی مرضی کے مطابق جب چاہیں کہیں آنے جانے سے روک دیں۔ میں گھر گھستوں کو بنانا نہیں چاہتا کہ سب کا جی چاہے تو سو گھستا پھرنے میں گھس آئے۔ تو میں بھی اتنی تائید تمہاری کر سکتی ہوں کہ جس جگہ فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ نہ ہو بے پردگی پر عورت مجبور ہو وہاں عورت چہرہ کھول سکتی ہے۔

مرزا! تم کہتے ہو کہ کسی قوم کی حالت سدھری ہے تو پہلے اس قوم کی عورتوں کی حالت سدھری ہے۔ یہ خیال ہی خیال ہے یہ حال خدا ہی جانتا ہے کہ پہلے انڈا ہوا یا مرغی۔ درخت نکلا یا بیج۔ میں نے قرآن میں پڑھا ہے مرد کو بڑا ہے عورتوں پر یعنی مرد اُنکی دیکھ بھال اور نگرانی کرنے والے ہیں۔ تو پہلے مردوں ہی کی حالت سدھرنی چاہیے ورنہ وہ زن مشل ہو گی بیچاری ہی دروازہ شناعت کس کی کریگا۔ ہمارا ناز

اور گر معذرت مردوں کی بیکسی اور نگرانی کا محتاج ہے۔ وہاں اگر یورپ ہے تو گھر کی رکھوالی ہو چکی۔ تم نے تاریخ کے صفحے کے صفحے اُلٹ ڈالے اور تمھیں یہی نظر آیا کہ عورتوں کی حالت سدھرنے پر قوم کی حالت سدھری مگر خدا جانے کون سی عینک لگا کے تم نے تاریخ کے ورق اُلٹے جس قوم کے مرد بے غیرت بے حیا بدمعاش بے باک نفس پرست یا بے ہوں گے انکی عورتیں کیا خاک اپنی حالت درست کریں گی۔ بناؤ سنگار فیشن عجیب تحفتی دکھانے۔ پیانو بجا کے دوستوں کا دل بہلانے سیر سپاٹا کرنے سے اُنھیں فرصت ہی نہ ملے گی جو بچوں کا آگا تاگا لیں۔ بچے پالنے کے لیے کارخانے کھولنے پڑیں گے۔ اس صورت میں بچہ ماں کی گود کی گرمی اس کی خو بو اُس کے دودھ سے محروم رہے گا۔ غیروں کی تربیت اور پرورش اگر کسی بچہ کے حق میں ٹھیک اُتری تو اُس پر کسی "ماں" کو ناز کرنے اور اترانے کا کوئی حق نہیں۔ آج یورپ میں یہی ہو رہا ہے کیوں مرزا کیا اسی کو حالت سدھرنا کہتے ہیں؟ مرزا عورت تعلیم کا بچوں کا کھولنا یا اور اسی طرح کے بند و بست کرنا صرف انتظام کی خوبی ہے۔ اور وہ منتظم جانتی ہے وہ اپنی کارروائیوں میں

مذکر اور مؤنث کی علامت نہیں ڈھونڈ رہا وہ اختیار اور آزادی کی محتاج ہے جس شخص نے یہ کہاوت مجھے کہہ سنائی "ہم ہیں غلام۔ غلام آزاد ہو جائیں تو انھیں کوئی غلام کیوں کہے۔ میرے بچے کی بات کہی ہے اس بات کے سمجھنے کے لیے تاریخ کے ورق اُلٹنے اور آنکھ جھکا کے درد سری کی ضرورت نہیں۔ ایسی ورق گردانی بیکار ہے۔ ذری مجھے سمجھا دو وہ آخر وہ کونسی قوم ہے جس کی بگڑی ہوئی حالت عورتوں نے سنبھالی؟ خدا کے لیے ذری اُسکا نام تو بتاؤ کس تاریخ میں اُسکا ذکر ہے ذری میں بھی دیکھوں۔ سنی سنائی باتوں کو جو کوئی رٹتے وہ ہے طوطا۔ مرزا تم مٹھو میاں نہ بنو۔ تمھیں اپنی قوم کی اصلاح کرنی ہے۔ اے ہے ذری خیال تو کرو! دھان پان عورت جس کے ذمے ہر سال بچہ دینے پھر دودھ پلانے کی بیگار لگی ہوئی ہے خود بھی خبر گیری کی محتاج ہے۔ بس وہ جو کچھ ہوشیاری صرف کر سکتی ہے بچے پالنے میں

صرف کر سکتی ہے اور تم ترقی یافتہ قوموں کا چلن اُنھیں سکھانا چاہتے ہو۔ ان قوموں کی عورتیں بچہ جننے کی مصیبت نہیں سہنا چاہتیں جنہیں دھار کا دودھ پلانے سے کانوں پر ہاتھ رکھتی ہیں ناچ راگ رنگ جگت بازی ہوئے طمطراق ٹھرڈ میں مصروف رہنا چاہتی ہیں۔ تو ایسی ترقی گئی چولھے بھاڑ میں۔ دیکھو مرزا تم ہو مسلمان اور قرآنی حکم کے مطابق کسی کسی عورت پر مرد اول مقرر ہوئے ہو۔ مرد اول ہونے کا حق اچھی طرح تمھیں ادا کرنا چاہیے۔ تم قرآن کی صاف اور کھلی ہوئی آیتوں کی تاویلیں کرتے ہو ایک حکم مانتے ہو دوسرے کی پروا نہیں کرتے۔ بھیا توبہ کرو۔ مسلمان عرب سے نکلے ہیں عورتوں کے بارے میں بڑے آدمیوں کے قول دیکھو عورتوں کی مذمت سے ان کی زبان کبھی نہیں رکی حدیث کی کتابیں بھی ان کی مذمت سے خالی نہیں رسول فرماتے ہیں ان سے مشورہ کرکے انکی رائے کے خلاف عمل کرو کہ اسی میں برکت ہے۔ حضرت ...

نوٹس

حسب دفعہ ۱۹ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۹۲۰ء

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر اول ضلع کھیری مقام لکھیم پور

درخواست نمبر ۔۔ سنہ ۱۹۲۳ء

بمقدمہ قرار دیے جانے دیوالیہ مسمی رام گوپال ولد منشی ... لال کالیستھ ساکن قصبہ گری ضلع کھیری

بنام

... لال وغیرہ صاحبان ......

ہرگاہ مسمی رام گوپال نے بذریعہ عرضی مورخہ ۔۔ اگست ۱۹۲۳ء درخواست کی ہے کہ حسب منشا ایکٹ دیوالیہ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء دیوالیہ قرار دیا جائے عدالت ہذا نے ۔۔ ستمبر ۱۹۲۳ء تاریخ سماعت درخواست مذکورہ واسطے بیان مدیون سائل کے مقرر کی ہے اگر کسی کو کچھ عذر ہو تو تاریخ مقررہ حاضر عدالت ہوکر پیش کرے۔

المرقوم ۔۔ اگست ۱۹۲۳ء

دستخط حاکم جج انگریزی   مہر عدالت

بالی آسٹڈر شیر حسین

سیاست کا نصرت نمبر خرید فرمایئے

اسکا قرضہ ادا کرنے میں مدد کیجیے

یکم ستمبر کو سیاست کا نصرت نمبر نہایت آن بان شان سے نکلے گا۔ وباللہ التوفیق

اسکے طول و عرض ملک کے بہترین اہل قلم حضرات کے مضامین حاصل کرنے کا بند و بست کیا گیا ہے۔ اصلی نظمیں، اچھوتی اور انکے مضامین جاذب توجہ ہونگے۔ اسمیں ملک کا روشن اور سیاسی، اخلاقی، تعلیمی، تمدنی، معاشرتی اور مذہبی مضمون ہوں گے۔ ... جاذب نظر و قابل قدر تحفہ ہوگا۔ ... صفحات مقرر کی گئی ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ ... زیادہ ہو جائے ... قیمت چار آنہ ... ہوگی۔ ... مضامین یا نظموں کی ترسیل کی آخری تاریخ ۲۰ اگست ہے ... اور ... حضرات ... جگہ مخصوص کرالیں اور ... تاکہ ... ہو جائے۔

المشتہر

(منشی) غلام محمد خادم منیجر سیاست لاہور

اب کیا روتے ہی رہو گے

یاد رکھو

مرد ... سود و گرانہ نیست

...

... اگر ... بمبئی ... جناب قیصر دہلوی ... کہانیاں اور ... سیاسی ... مضامین ... ہندوستان ...

قیمت ... محصول ڈاک

منیجر ... بمبئی نمبر ۹

فرماتے ہیں اُنکو ذرا من جیا رعنی تمہاری ذرا بھی سی بھی عورت سے بھی منہ مانگو اب وہی باتیں ہیں یا تو عربوں کی ترقی میں عورتوں کو دخل تھا یا نہ تھا۔ اگر تھا تو اُنھوں نے اپنے نبی کی تعلیم کے خلاف عمل کیا اور نہ تھا تو پھر یہ ڈھنگ کیوں اختے ہو۔ میں پہلے بھی کہہ چکی اور اب بھی کہتی ہوں کہ بعض عرب کی چند باکمال عورتوں کے حال کتاب کے دیکھ کے تم دنیا کے سامنے انکی مثال پیش کرنا چاہتے ہو یہ صحیح نہیں ہے۔ لنگڑوں کی پیروی کرانا مصلحت کے خلاف ہے۔ آج تم یہ کہتے ہو کہ اسلام میں پردہ نہ تھا۔ اسلام ہی تھا جس نے پردہ کا مجبول دور کیا۔ کھلے منہ پھرنا اور بال کٹروانا جائز ہے۔ کل تم یہ کہو گے کہ ننگے پھرنا متمدن اور مہذب عرب کی عورتوں کا دستور تھا۔ دیکھو ضباعہ بنت عامر بن بنی عامر بن صعصعہ کی پہلی شادی عبداللہ بن جدعان سے ہوئی عبداللہ تھے بڈھے مدتوں اولاد نہ ہوئی تو ہشام بن مغیرہ نے جو ضباعہ پر عاشق تھا کہلا بھیجا "کیا ایک بڈھے کھوسٹ منحوس کے پہلو میں بیٹھی اپنی جوانی برباد کرتی ہو اس سے کہہ کہ میاں میرا پیچھا چھوڑو" ضباعہ نے بڑے میاں سے یہی کہا۔ بڑے میاں آخر جہاندیدہ کار تھے سمجھ گئے کہ کسی حریف نے پٹی پڑھائی ہے۔ ہو نہ ہو یہ ہشام کی حرکت ہے انھوں نے جواب دیا کہ بندہ طلاق دینے پر آمادہ ہے مگر قسم کھاؤ کہ ہشام سے نکاح نہ کروگی۔ اور جو کرو تو سو اونٹ ذبح کرو اور ایک اتنا بڑا کپڑا بُنو جس کا ایک سرا کعبہ میں ہو اور دوسرا ابو قبیس کے دامن کا پیوند بنے یہی نہیں اور دو ہاتھ ننگی بھی ہو اور ننگی ہو کر کعبہ کا طواف کرو۔ ضباعہ نے عاشق کے پاس شرطیں کہلا بھیجیں۔ عاشق نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے تم منظور کر لو۔ اونٹوں کی کمی نہیں۔ میری لونڈیاں ماشاءاللہ اتنی ہیں کہ دو مہینے میں اتنا بڑا تھان بُن کے رکھ دیں گی۔ ہاں ننگی طواف ایک شرط مشکل ہے تو اسکی پروا بھی نہ کرو اللہ نے تمہیں حسن و جمال عنایت کیا ہے حسن تمھارا بے عیب ہے کوئی عیب ہوتا تو ڈھکتیں لوگ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لیں گے سینک لیں گے تو کیا بنا لیں گے۔ نتیجہ صاحب طلاق ہو گیا اور شرطیں بھی پوری ہو گئیں۔ بی بی ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے قربان جاؤں اپنے اللہ کا اور پاک مقام پر ننگی دھڑنگی چکر پھیریاں لگانے لگیں جسے سب نے دیکھا۔

مرزا تمہیں میری جان کی قسم بے وجہ بیں آگے بگاڑو اٹھو۔ دوستو یہ ہے تمدن عرب یہ ہے آزادی عرب یہ ہے حقیقی مذہب یہ ہے اسلام کی تعلیم آہ مسلمانوں کی بیجا سختی اور ملاؤں کی خود غرضی تنگ خیالی کی وبا پھیلا کے حقیقی اسلامی آزادی پر پانی پھیر دیا آہ اسلام نے ترقی و تہذیب کا کوئی چلن ایسا نہیں جو تعلیم نہ کیا ہو اے مسلمانو خدا سے ڈرو اپنی عورتوں کے حق میں انصاف کرو۔ انکے حقوق پامال نہ کرو۔ اسلام عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق تسلیم کر چکا ہے تم ظالم بے رحم ہو۔ تنگ خیال ہو تنگ دل ہو سختی خود سر ہو۔ خدارا سنبھلو بیدار ہو اور اپنی عورتوں کو انگوٹھا اور پھرا دو شہر بشہر کوچہ بکوچہ کہ یہی ہے اسلامی ترقی اور آزادی ہے

مرزا تم کہتے ہو کہ خداوند تعالیٰ نے صرف بے حیا عورتوں کے لیے قرآن پاک میں یہ سزا تجویز فرمائی ہے کہ اگر وہ بے حیائی کریں تو انکو گھروں میں بند کر دو اور دست نہ لگنے دو۔ بھلا جو کریں سے انصاف کی بات ہے کہ بے قصور رہو آپ ایسی باحیا اور عفت مآب خاتونوں کو بند رکھتے ہیں۔ رسول اللہ نے خود فرمایا ہے کہ اے عورتوں اسلام تمہارے حقوق نہیں چھینتا تم شوق سے اپنی ضروریات کے لیے باہر جاؤ تمہارا یہ قول بھی نری دھاندلی ہے۔ ذرا حیا (شرم) کی تعریف تو بیان کرو کہ حیا کسے کہتے ہیں کیا یہی حیا داری تھی جو ضباعہ سے سرزد ہوئی؟ بے پردہ گھومنے اور غیر مردوں سے خلاملا رکھنے کے بعد یا تو حیا اور شرم کے معنی بدل جائیں گے یا پھر تمام مسلمان بی بیاں بے حیاؤں کے ذیل میں داخل ہو کے گھروں میں قید ہونے کی مستحق ہو جائیں گی۔ آزادی کی جو صورتیں تم نے تجویز کی ہیں وہ بے حیائی کی طرف لے جائیں گی۔ واہ مرزا تم نے خوب احسان کیا۔ نہ حیا کرتے بن پڑتی ہے نہ بے حیائی۔ تمہاری تقسیم تو یہ کہتی ہے کہ جو بیبیاں گھروں میں منہ چھپائے بیٹھی ہیں وہ گویا بے حیائی کی مجرم ہیں۔ حالانکہ اس نظر بندی کی ضرورت کو وہ خود خوب سمجھتی ہیں اگر اس نظر بندی کے خلاف کسی عورت کا چلن دیکھتی ہیں تو اس سے بچتی ہیں۔

مرزا تم شاید ہندوستان میں عطیہ سنتی کے سے اشغال دیکھنا چاہتے ہو۔ عرب کا مشہور گویا عطیہ کئی خوبصورت لونڈیوں کا مالک تھا ایک دن ہارون بن منذر نے دیکھا کہ ایسے میاں عطیہ اپنی لونڈیوں کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور وہ بھاگتی پھرتی ہیں اُنھوں نے کہا خیر باشد میاں عطیہ بولے "آپ دیکھتے ہیں ان چڑیلوں کو خدا نے صورت دی ہے شکل دی ہے مگر انھیں نچانے گانے کا ڈھنگ نہیں آتا۔ جب کوئی ان پر عاشق نہ ہوا۔ ہارون نے غیرت دلائی کہ تمہیں شرم نہیں آتی یہ بیچاریاں عصمت دار ہیں تمہارا فرض نہیں کرنا نہیں چاہیے اور قرآن کو بھی بیچ بات پر مجبور کرتے ہو۔ کہنے لگے "تو پھر حضرت آخر میں ان چڑیلوں کا پیٹ کیونکر بھروں تم کسی ...


تبدیل شکل (انتہا)
مسٹر پٹیل: جی واہ تم بھی عجیب الخلقت ہو۔ دھڑ مگر کا منہ مچھلی کا۔ (ہندوستان)
پیام مہیب (ابتدا)
ارل ونٹرٹن: دیکھو جی تم دریائی بہادر جانور ہو۔ جاتے ہی دانت دکھانا۔ (لندن)

دعا کروں۔ پیچ کو پکڑ بیٹھے ۔ یاروں نے جواب دیا کہ یہ تو تم پر واجب ہے۔ بولے وہ آج سے میری بھی پکڑ کہہ بھی نہ دوں گا۔

یاروں کہتے ہیں کہ میں نے ان عورتوں سے کہہ تم نے شتا بیاں میاں کیا فرماتے ہیں۔ بیچاریاں عاجز ہو کے بولیں ہے بھی ہاں۔ وہ شتر ان جدیدن کی شتی بہ طلاق ہے جو اسکا گھر پروں سے دھویا میاں میاں ٹھنڈی سانس بھر کے فرمانے لگے۔ ہائے کمبختیں زبان سے کہتی ہیں مگر کرتی نہیں؟

مرزا ہمیشہ عورتوں کی شرم کی رکھوالی مردوں نے کی ہے ورنہ کمزور عورتیں سنڈوں سے کسی طرح سر نہیں ہو سکتیں۔ عبداللہ ابن سیرت ایک غیرت دار آدمی تھے۔ دعبل ابن علی راوی ہیں کہ جب وہ آرمینیا میں امیر شام کی طرف سے فوج میں بھرتی ہو کے بھیجے گئے تو اتفاق سے شام کی ایک با عصمت بی بی سے فیروز نامے عطار نے ٹھٹھول کی بیچاری بے کس عورت جھنجھلا کے بول اٹھی ہائے جو آج عبداللہ یہاں ہوتا تو بیچا تمہاری دل لگی یاری کا مزا تمہیں چکھا تا؟

یہ خبر اڑتی اڑتی عبداللہ کے کانوں تک پہونچی سنتے ہی گھوڑے پر چڑھ بغیر کہیں دم لیے ہوئے وہ آرمینیا سے شام آیا اور اس بی بی سے پوچھا کہ تم ہی نے عبداللہ کو عطار کی بیہودگی پہ یاد کیا تھا؟ اس بی بی نے اقرار کیا۔ یہ گھوڑے سے اترے اور کہا فیروز کی بچہ گھر بتاؤ۔ میاں عطار صاحب عطر چلیل لگا کے شب کو تشریف لائے۔ عبداللہ نے ولایتی کھینچ کے دسلی گردن اڑا دی جیسے کندے سے ٹانٹ اور ایک ہاتھ گھر کے نوکر پر بھی چلا دیا کہ یہ چغلی نہ کھائے دونوں کی لاشیں گھر کے پچھواڑے میں پھینک کے منہ بند کیا اور سو اشرفیاں اس بی بی کو دیں کہ نیا غلام مول لے کر کہہ دینا پرانا غلام بھاگ گیا۔ پھر بغیر کچھ کھائے پیے آرمینیا کی راہ لی۔

مرزا اگر تمہاری آرزو کے بموجب بے پردگی کا

رواج ہوا اور مردوں نے دلیسے ہی واقعات ہونے لگے تو نہ حیا رہے گی نہ غیرت الغرض یہ تو بتاؤ کہ رسول اللہ نے یہ کب فرمایا اور اگر فرمایا بھی تو کیا حقوق کی تفصیل بھی کی کہ حقوق سے مراد کون سے حق ہیں۔ مہر کا حق نان نفقہ کا حق زوجیت کا حق آخر وہ کون سے حقوق ہیں؟۔

کیا ان کے ارشاد سے تم یہ مطلب لیتے ہو کہ مردوں اور عورتوں کے حقوق برابر ہیں۔ مرزا خدا نے قد دیکھ کے جامہ پہنایا ہے ہر شخص کا حق وہی ہے جو خالق نے انگلیٹ دیکھ کے مقرر کیا ہے۔ رہا یہ کہ انھوں نے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی اور اپنی ضرورت پہ نکلنے کی اجازت دی کہ چاہے خاوند اجازت دے یا نہ دے تم نکلو یہ تو ان حضرت پر تہمت ہے۔ انھوں نے کبھی مردوں کے اس حق میں دست اندازی نہیں فرمائی جو عورتوں پر انکو حاصل ہیں۔ بے شک عورت کا گھر سے نکلنا اور سکول کالج کے لیے نکلنا کوئی بری بات نہیں۔ جو عورت کسی کے نکاح بیاہ میں نہیں وہ اپنی مرضی سے جا آ سکتی ہے جو بیاہی ہے وہ شوہر کی اجازت سے۔ مرزا امتحانوں کے بارے میں آئندہ لکھوں گی گھبراؤ نہیں فقط

راقمہ

بو نصیبن

متوالا

لودھیانہ پنجاب سے ایک ہفتہ وار اردو پرچہ متوالا شائع ہوا ہے جس نے اپنے وجود میں آنے کی یہ وجہ ظاہر کی ہے کہ پنجاب کی دو کروڑ آبادی ہے اور اس دو کروڑ کی آبادی میں ایک ظریف پرچہ گرو گھنٹال دکھائی دیتا ہے جیسی ایک اور ہونا چاہیے جو آبادی کو آدھا بانٹ لے۔ وجہ معقول ہے امید کہ پنجاب کی آبادی ضرور اس منطق سے متاثر ہوگی۔ اسکی روش گرو گھنٹال کی سی ہے۔ پہلا نمبر زیر مطالعہ ہے کوئی خصوصیت

خوبی کسی مضمون میں ہمیں کمی عبارت کی وجہ سے نظر نہیں آئی۔ ممکن ہے کہ آئندہ نمبروں میں اچھے لکھنے والے اپنے قلم کی بانگی دکھائیں۔ ۲۰ صفحہ کا پرچہ ہے ۱۰ صفحے مضمون کے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ قریب اودھ پنچ کے ۲ صفحہ کا ہفتہ وار مضمون دریا دشوار ہو جاتا ہے۔ ان حضرات کی ہمت داد دینے کے قابل ہے کہ اشارہ اتحاد صفحے بھر دیتے ہیں۔ ۱ مجلد سالانہ قیمت رکھتے ہیں۔

اینچ کلکتہ

مانکی پور سے پہلے ایک اینچ نکلتا تھا مدتوں جاری رہنے کے بعد بند ہو گیا۔ اب کلکتہ سے ایک ظریف اسی نام کا نمایاں ہوا ہے۔ یہ پرچہ ہفتہ میں دو مرتبہ نکلے گا۔ بنگال وہ مقام ہے جہاں اردو سے اجنبیت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ مضامین کے مطالعہ سے مترشح ہوتا ہے کہ اینچ ظرافت اور دل آویزی پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کوشش میں کامیابی خوش فہم و خوش مذاق ادیبوں کی توجہ پر منحصر ہے خدا انکی تعداد دنیا میں بڑھائے۔ یہ تو بیچارے کا فردہ اور دوسرے کے نیکنٹے ہیں ڈھونڈے نہیں ملتے۔

اکثر ادھوری کوششیں بار آور ہوتی ہیں لہذا امید رکھنا چاہیے۔ کچھ عجب نہیں کہ یہ کوشش بھی پروان چڑھے۔

اس پرچہ کا حجم ۱۸ × ۲۲ کے پورے دو تختے ہیں۔ ایک آدھ کارٹون بھی ہوتا ہے قیمت سالانہ ۶ (?)۔ ملنے کا پتا ۹۹ ہیرسن روڈ (?) کلکتہ

ارشاد

ایک ماہوار رسالہ زیر ادارت پیرزادہ شاہ سید یوسف الدین قادری۔ چار مینار حیدر آباد دکن سے شائع ہوتا ہے۔ موضوع بحث اصلاح اخلاق و مذہب ہے۔ دو نمبر نکلے ہیں۔ دونوں گزشتہ ہفتہ موصول ہوئے۔ نہایت ضروری مباحث و نصائح ان میں

موجود ہیں۔ قرآن کی تفسیر بھی ہے۔ حدیث بھی ہے فقہ بھی ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے حجم ۲ جزو سے زیادہ ہے عام فہم ہے عام مسلمانوں کے مطالعہ میں رہے تو بہتر ہے۔ وعظ و پند سے جنکے کان پر جوں نہیں رینگتی انھیں اس سے کیا فائدہ۔ وہ تو فرماتے ہیں ؎

حضرت واعظ جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ
پر کوئی یہ تو بتادے ہمکو سمجھائیں گے کیا

رسالہ کی ترقی اشاعت سے زیادہ ضروری اسوقت یہ دعا ہے کہ خداوند عالم نصیحت سننے والے کانوں کو ترقی عنایت فرمائے جو واعظ کی محنت ٹھکانے لگے۔

ہزوالہ قلم

چانسلر جامعہ واحیہ کے اشتر قد
پا چکے ہیں جو بعیر العلمائی کی سند
ان کے حصہ میں شتر گینہ موروثی ہے
ان کو ہر مشرق و مغرب کے قلعے میں ہے کد
خیر برطانیہ سے آپ جو ہیں دل سے خلاف
چاہتے ہیں کہ ملے اونٹ کے بچوں کو مدد
جائیں وہ اونٹ کے بچے عربک کالج میں
اشتر جنگ جمل جنکے ہیں جد امجد
یا شتر غمزۂ قومی کی ہوں کامل تصویر
والدہ ناقۂ لیلٰے ہو یہ ہوں انکے ولد
اونٹیالوجی کی تعلیم کے دلدادہ ہوں
بے گھر ہوں کہ نہوں۔ نیک ہوں یا ہوں بد
قوم کی گاڑھی کمائی کو وہ کھا کر چارہ
کھیلاتے ہوں شترخانہ میں اپنے از حد
ایسے بچوں کے لیے قید لیاقت کی نہیں
ان کو دی جائے گی تو ما ہوا فضیلت کی سند
مگر اس شرط سے جو ہوں متنفر اس کے
دل میں ہو نہ کچھ نفاق اور طبیعت ہو حسد
فائدہ جب ہے کہ جب قوم رہے آپس میں
ہر کس ہر کیم میں ہے آپ کا اتنا مقصد
پرورش ان کی جو ہو جائے گی شتم پشتم
ہو نگے ممنون عنایات بعیری از حد
اونٹ گاڑی کو چلائینگے یہی کالج کی
کاٹنے دوڑینگے ہر ایک کو بے جد و حد
بڑھ کے چرجائیں گے یہ قوم کی ساری کھیتی
پھر نہ سبزہ نظر آئے گا کہیں تا سر حد
منتخب کردیا انھیں خواجہ لکھنؤ پوری
پشت خارا لعل اعالی ریشش ہر گد

ظریف۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

آزادی کی حقیقت بیان ہوتی ہے

کوئی صاحب ہیں مفتی ایم اے۔ معلوم نہیں قول مشدد ہے یا مخفف۔ انھوں نے روزنامہ کانگریس دہلی میں ایک مضمون چھپوایا ہے کہ ایشیائی اصطبل کا ہر ایک گھوڑا ہو گیا ہے منہ زور اور بدلگام اگاڑی پچھاڑی اکھاڑ پچھاڑ کے رہا نہ چاہتا ہے برطانوی قابو سے باہر نکلنا چاہتا ہے۔ ایک ہندوستان ہے کہ ٹٹو بنکر رہ گیا ہے اور کمزور کمر لنگ شکوہ مریل ٹٹو لیا ہے جو ذریعہ رسائی کی خدمت انجام دے رہا ہے۔ ان کڑی باگ والوں میں حضرت نے اپنے دوست نہرو نصیب ابن سعود تسلط ارکنہ مدینہ کا نام بھی لیا ہے کیوں کہ ہم پانچوں سوار دلی سے آتے ہیں۔ اگر ابن سعود صاحب برطانوی خار و ار دہانے سے آزاد ہیں تو پھر ہندوستان بھی آزاد ہے۔ اگر آزادی یہی ہے تو غلامی کے لیے دوسری لغت تلاش کرنی چاہیے۔ اسے حسنت وہ قوم جو غلامی کو عزت سمجھتی ہیں خود اعلان کر کے مفتی صاحب کو بے خبر راگ سن کے کہیں الف نہ ہو جائیں۔

"قدرے حماقت"

آل پارٹیز کانفرنس کی رپورٹ شائع ہو گئی رپورٹ خاصی ہے اور جو نکات سیاست اسمیں ملحوظ رکھے گئے ہیں وہ رپورٹ مرتب کرنے والوں کی ذکاوت و ذہانت کی مضبوط دلیل ہیں۔ ہم سے جو کوئی پوچھے تو قابل عمل وہی نکتے تھے اور وہ دونوں بجائے خود

جیسے کے تیسے اور جوں کے توں باقی ہیں۔ حکومت وقت کی خود غرضیوں سے رعایا کی نجات یعنی ایک آزاد حکومت کا قیام جو ہندوستانیوں کو ہنچے ہاتھ مٹھو کا کردے اور وہ بدامنیوں کے لاکی طرح دوا ہی کے تیج نہ ہیں۔ نقل ہے کہ جاڑوں کے ایک رئیس بیچارے علاقہ کی طرف سے بدقسمت تھے بڑی منتوں مرادوں سے ایک بھی جھنجھرا پیدا ہوا۔ ناز برداری ہونے لگی اور اسقدر سلسلہ بیانگنا طول کھینچ گیا کہ صاحبزادے کی داڑھی مونچھیں نکل آئیں پھر بھی نادانی گئی کہ ہم پلی نہ گھنگر و کرنے آہو نہ ہاتھوں سے جھنجھنا چھوٹا نہ پالنے کے جھنگ موقوف ہوئے۔ راتوں کو ٹھیک ٹھیک کے ہاتھی سلاتی تھیں کہانیاں کہتی تھیں اور یہاں دیتی تھیں تو نیند آتی تھی پھر دایہ بٹھا کے بھیجی بھی کرائی تھیں شیاٹ دیتی تھیں کبھی گھٹی پلائی تھیں تو پیٹ صاف ہوتا تھا۔ اتفاقاً رئیس کے یہاں دوسرے صاحب مہمان ہوئے پوچھا صاحبزادہ کہاں ہے میزبان نے جواب دیا گھر میں انا کے پاس آرام کر رہا ہے مہمان صاحب چاہتے تھے کہ لڑکے کو دیکھ کچھ دیں انھوں نے بامرار تمام بلوا صاحبزادے مع داڑھی و بروت دودھ پیتے انا کی گود میں تشریف لائے۔ مہمان نے کہا میاں تمہارا نام کیا ہے بولے ڈوڈو پھیا ڈاٹے۔ کہا پڑھتے کیا ہو؟ فرمایا قل بے دل سلدوں قل ہزرہ کا سورہ۔ میاں ہندوستان بھی انگریزی دائی کی گود میں ڈیڑھ سو برس سے پل رہے ہیں اور ڈیڑھ سو برس کے بعد بھی غیر ملکی کا مہمان پوچھتا ہے تمہارا نام؟ تو کہتے ہیں ڈوڈو پھیا ڈاٹے اور جس پڑھتے کیا ہو؟ تو کہتے ہیں قل بے دل۔ اس بچہ نا بالغ کا عہد طفلی اب ختم ہو جانا چاہیئے۔

دوسرا امر عقد ہندو مسلم فسادات کے فرو کرنے کا تھا۔ سو یہ کہ جو معقولیت دو نوں ہم دونوں مرغ جیسے لڑتے ہیں کیا معنی کہ جیالا کہ حضرت جناب کی منظوری پر منحصر رائے کی لنس کو معاملہ ہے۔ انشا رپورٹ کی سفارش کا کل اس موضوع پر جو کچھ ہو گا وہ ظاہر ہے اور دو سرے گنتے ہیں کہ ان لوگوں کے دلوں میں کھٹکے جو خیر ذات کی آگ جاننے لیڈری اور قومی کا فرقہ کے لیے جاہے نوسید نہیں کہ خدا سے ارز بنگال کے انڈیا فرقہ وار۔۔۔۔۔ میں تفصیلی قناعت کریں۔ انشاء اللہ میاں ہو بہو میاں اجتماعی کی طرح

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے تصحیح پخ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گیتے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے



حصۂ دوم مین مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صد ہا گونگی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گیتے سے ادا کرنے پر قادر ہو تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت فصاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ہے ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادون کا سرمایۂ ناز اسمین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ حصۂ اول کی للعہ فی جلد۔ محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ